در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

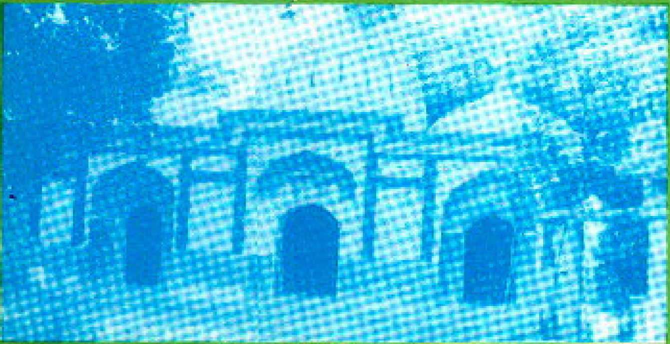

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲/۷ | جلد نمبر ۶

۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء | ۲۰ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ

مدیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱۔	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲۔	نعت شریف	سید محمد وجیہ السیما عرفانی	۴
۳۔	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴۔	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلیٰ	۸
۵۔	تجلیات غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۱
۶۔	غزل	حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر گیلانی	۱۴
۷۔	تسخیر کائنات	الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے	۱۶
۸۔	جمعیت سادات کا ماہانہ اجلاس	سید محمد انور شاہ قادری ایم اے	۲۹

(قیمت : ۷ روپے)

شذرہ

پیامِ محبّت و دعوتِ اتحّاد

مدیرِ اعلیٰ

ہمارا دین اسلام ہر قسم کے گروہی و لسانی اور رنگ و نسل کے اختلافات کو ختم کرنے، پیار و محبّت اور اتحّاد و اخوّت کو فروغ دینے اور تمام بنی نوعِ انسان کی اصلاح و فلاح کا علم بردار ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام، تابعین اور اولیائے کرام نے یہ پیامِ محبّت و اتحاد دُنیا کے کونے کونے تک پہنچا کر ظلمت و گمراہی کے اندھیروں کو دُور کیا۔ ہمارا پیارا وطن پاکستان بھی اسی اتحّاد و اتفاق کی بدولت قائم ہُوا لیکن اب کچھ عرصے سے مختلف قسم کے گروہی و لسانی اور سیاسی و فرقہ وارانہ اختلافات کے باعث پاکستان میں کشیدگی و انتشار بڑھتا چلا جارہا ہے جو ہماری دینی و قومی روایات کے خلاف ہے۔ نیز یہ وطنِ عزیز کی سلامتی کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے جبکہ دُوسری طرف ہمارا ازلی اور مکّار دشمن بھارت اپنے حواریوں کی مدد سے مملکت خداداد پاکستان کے وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی ناپاک سازشوں میں مصروف ہے۔

لہٰذا اِن حالات میں اہالیانِ پاکستان کو اپنی دینی و ملی اور قومی و تاریخی روایات کو برقرار رکھتے ہُوئے اتحاد و اخوت اور پیار و محبّت کے جذبات کو فروغ دے کر اپنے اندرونی و بیرونی دشمنوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دینا چاہیئے کیونکہ

؎ فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

دوسرا عظیم الشان سالانہ کنونشن

ساداتِ کرام کا دوسرا عظیم الشان سالانہ کنونشن
۳ نومبر ۱۹۹۵ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۹ بجے صبح

بمقام نشتر ہال پشاور منعقد ہو رہا ہے

پاکستان بھر کے ساداتِ کرام خصوصاً صوبہ سرحد اور پشاور کے ساداتِ کرام کو اِس میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔

ساداتِ کرام سالہائے گذشتہ کی طرح اس بار بھی ذوق و شوق سے جوق در جوق شامل ہو کر یہ ثابت کر دیں کہ ۳ نومبر ساداتِ کرام کا دِن ہے۔

جمعیتِ سادات صوبہ سرحد پشاور

نعت شریف

محبوبِ کائنات رسولِ کریم ہیں
مطلوبِ شش جہات رسولِ کریم ہیں

قلب و زباں سے صلّ وسلّم رواں ہُوا
مائل بہ التفات رسولِ کریم ہیں؟

جو ذاتِ حق سے رحمتِ کُل عالمیں ہوئے
وہ بے مثیل ذات رسولِ کریم ہیں

وہ ختمِ مرسلاں کہ ہیں سردارِ انبیاء
یکتائے باصفات رسولِ کریم ہیں!

عرفانیؔ فقیر کے ایماں کا منتہیٰ
تسلیم باصلوٰۃ رسولِ کریم ہیں

از:- سید محمد وجیہہ السیما عرفانی

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱) ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۲)

اور یاد کرو، جبکہ موسیٰ علیہ السلام سے ہم نے چالیس رات کا وعدہ لیا پھر باوجود اس کے تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظالم تھے۔ پھر باوجود اس کے بھی ہم نے تمہیں معاف فرمادیا تاکہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

لغت: وٰعَدْنَا: ہم نے وعدہ کیا، یہ جمع متکلم ماضی معروف کا صیغہ ہے۔ اِتَّخَذَ: اختیار کیا، پسند کیا، بنالیا، پکڑ لیا، اِتِّخَاذٌ سے واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے۔

اَلْعِجْلَ: بچھڑا، گوسالہ، گائے کا بچہ، یہ عین کی زیر کے ساتھ آتا ہے۔ اس کی مؤنث عِجْلَةٌ اور جمع عُجُوْلٌ ہے۔

تفسیر: ان آیات کریمہ میں بھی بنی اسرائیل ہی مخاطب ہیں اور یہاں پر بنی اسرائیل کی خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر کتنا بڑا احسان فرمایا کہ تمہیں فرعون اور اس کے پیروکاروں کے مظالم سے نجات مرحمت فرمائی اور تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ان سب کو پانی میں غرق کردیا پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں شریعت مطہرہ سے نوازنے کے لئے جناب موسیٰ علیہ السلام سے چالیس دن رات کا وعدہ لیا اور وہ اپنے بھائی جناب ہارون علیہ السلام کو تمہارے پاس اپنا خلیفہ بنا کر خود کوہِ طور پر چلہ کشی کے لئے تشریف لائے تو تم سب کچھ بھول کر اس قدر

جلدی سامری کے بہکاوے میں آگئے اور اپنے حقیقی پروردگار وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی عبادت کرنے لگے۔ لیکن تمہاری اس صریح نافرمانی اور شقاوت قلبی کے باوجود توبہ و استغفار کا راستہ بند نہیں فرمایا بلکہ تمہارے اِس فعلِ بد سے درگذر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔ اور موجودہ دور میں تمہارے شکر گزار بننے کا مطلب یہ ہے کہ تم وحی الٰہی یعنی قرآن مجید فرقانِ حمید اور پیغمبرِ اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آؤ۔

اس آیۂ کریمہ سے نتیجتاً یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ و عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ کی بخشش و مغفرت کے دروازے ہر دور میں گنہ گاروں اور سیاہ کاروں کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ اور اس کا تعلق خاص طور پر صرف بنی اسرائیل سے ہی نہیں بلکہ اُمتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی بھی فرد جب بھی خلوصِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں رجوع کرے اور اپنے گناہوں پر توبہ کرے تو اُسے مایوسی کا سامنا کرنا نہیں پڑتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اسے شرفِ قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ صوفی بابا طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب حقانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر

کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جب موسیٰ علیہ السلام نے قلزم کو عبور کیا اور کوہِ طور کے پاس پہنچے تو خدا نے فرمایا کہ چالیس رات تو ہماری جناب میں پہاڑ پر عبادت کر تا کہ کلام اور احکامِ شریعت ملیں یہ اس لیے کہ اس عرصہ میں جسمانی تعلقات کم ہو کر ملکیت کا ظہور ہوگا تو خدائے تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کی صلاحیت ہو جاویگی اور اس لیے اہلِ باطن (اہلِ طریقت) چالیس روز کا چلہ کیا کرتے ہیں"[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:

"جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور احتیاط سے کام لیا، اُس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا، اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر کے دس افراد بھی، جن کے لیے جہنّم لازم ہو چکا ہو، اُس کی سفارش سے جنّت میں جائیں گے"۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو آدمی قرآن کے احکام کو نہیں مانتا، وہ دراصل قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا"۔

رواہُ (ترمذی۔ احمد۔ ابن ماجہ)۔

---

[1] عبدالحق، تفسیر حقانی، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۶ھ ہجری ج ۱ ص ۲۲۱

گذشتہ
رابپوستہ

انوارِ علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم

مدیرِ اعلیٰ

حدیث $\frac{18}{92}$ انبانا احمد بن سلیمان قال حدثنا جعفر بن[1] [2] عون عن موسٰی الجہنی قال ادرکتُ فاطمۃَ[3] بنتِ علیؓ وھی ابنۃ ثمانین سنۃً فقلت لھا تحفظین عن ابیکِ شیئاً قالت لا ولٰکن اخبرنی اسماء بنت عمیسٍ انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علیؓ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبیّ من بعدی۔

ترجمہ موسٰی جہنی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ بنتِ علی سے ملا، جب اُن کی عمرِ شریف اسی۸۰ برس تھی۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے باپ سے کچھ یاد رکھتی ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں مگر ہاں مجھے اسماء بنتِ عمیس نے خبر دی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تیرا رتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ ہارون کا رتبہ موسٰی کے نزدیک تھا۔ مگر ہاں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

تشریح:۔ اسنادہ صحیح

اسماء الرجال حدیث $\frac{18}{92}$

[1]۔ احمد بن سلیمان۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال، حدیث ۶۔[1]

۲-۶۲:- جعفر بن عون: جعفر بن عون جعفر بن عمرو بن الحریث المخزومی صدوق ہے۔ طبقہ التاسعہ سے ہے۔ ۲۰۷ھ ہجری میں فوت ہُوا۔ (التقریب صفحہ ۵۶)

قال ابن معین وابن قانع "ثقة" وعن احمد رجل صالح۔ لیس بہ باس وقال ابوحاتم صدوق"

(احمد میرین البلوشی خصائص امیر المؤمنین ص ۵۵)

۳-۶۲:- موسیٰ الجہنی: ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۶۱-۳۔

حدیث ۱۹/۶۳ انبانا احمدؒ بن عثمان بن حکیم قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا حسنؒ ھو ابن صالح عن موسیٰ الجہنی عن فاطمة بنت علی عن اسماء بنت عمیس انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال لعلیؑ انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

ترجمہ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جناب) علی کو فرمایا کہ تیرا رتبہ میرے نزدیک ایسا ہے، جیساکہ ہارون کا رتبہ موسیٰ کے نزدیک تھا مگر ہاں اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تشریح:- اسنادہ صحیح۔ رجالہ ثقات

(احمد میرین البلوشی، خصائص امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ص ۹۰)

اسماء الرجال:- ۱-۶۳: احمد بن عثمان۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۵-۶

۲-۶۳: ابو نعیم: ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۴۶-۲

۶۳-۳ : حسن بن صالح: حسن بن صالح بن حیّ الثوری ثقہ ۔ فقیہہ اور عابد ہے۔ رمی بالتشیع ۔ طبقہ السابعۃ سے ہے ۱۶۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ (التقریب ص[illegible])

۶۳-۴ : موسی الجھنی : ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۶۱ - ۳

۶۳-۵ : فاطمۃ بنت علی : یہ فاطمہ بنت علی بن ابی طالب ہے۔ اس کو فاطمۃ الصغرٰی بھی کہتے ہیں۔ اُمِّ ولد کی بیٹی ہے۔ اپنے باپ سے روایت کرتی ہے کہا گیا ہے کہ اُس نے باپ سے نہیں سنا بلکہ اپنے بھائی ابن الحنفیہ اور اسماء بنتِ عمیس سے روایت کرتی ہے۔ اور اس سے حارث بن کعب الکوفی، حکم بن عبدالرحمٰن بن ابی نعم زرین عروہ بن عبیداللہ بن قشیر، عیسٰی بن عثمان موسی الجھنی اور نافع بن ابی نعیم القاری روایت کرتے ہیں۔ ۱۱۱ھ ہجری میں وفات پائی۔
(تہذیب ج ۱۲ ص۴۴۳)

۶۳-۶ : اسماء بنتِ عمیس الخثعمیۃ میمونہ بنتِ حارث کی بہن ہے۔ صحابیہ ہے۔ اس سے روایت کرنے والوں میں اس کا بیٹا عبداللہ بن جعفر پوتا قاسم بن محمد بن ابی بکر اور بھانجا عبداللہ بن عباس۔ دُوسرا بھانجا عبداللہ بن شداد بن الہاد، سعید ابن مسیّب فاطمہ بنت علی ابو یزید المدنی، ابوبردہ بن ابی موسٰی اور کئی دُوسرے لوگ شامل ہیں۔ (تہذیب ج ۱۲ ص۳۹۸)

تجلیاتِ غوثیہ

از
مدیرِ اعلیٰ
گذشتہ سے پیوستہ

اور جان لینا چاہیئے کہ مبتدی کے لیے دو چیزیں نہایت ہی ضروری ہیں ایک ذکرِ دوام اور دوسری فکرِ تمام ۔ ذکر سے شوق و محبت پیدا ہوتی ہے اور فکر سے فنا و معرفت حاصل ہوتی ہے ۔ ذکر کی بہت سی انواع و اقسام ہیں مگر یاد رکھو کہ ذکر کرنے کا جو طریقہ مرشدِ کامل ارشاد فرمائے اسی پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ اسی ارشادِ مرشدِ کامل سے فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ جب ذکرِ قلبی جاری ہوتا ہے تو وہ سالک کے تمام اعضاء اور رگ و ریشہ میں جاری ہو جاتا ہے اور اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ وہ ذکر سالک کو خود معلوم اور محسوس ہونے لگتا ہے بلکہ سالک دوسری تمام اشیاء حتّٰی کہ ذراتِ عالم کے ذکر کو بھی سنتا ہے جس سے وہ بہت ذوق اور عظیم لطف حاصل کرتا ہے اور تجلیاتِ حق تعالیٰ اس پر ظاہر ہوتی ہیں اور اس کا دل خدا کے سوا ہر قسم کے تعلقات سے نجات پا جاتا ہے اور اسے ہر وقت ہر آن ہر لمحہ اور ہر لحظہ اسی (حق تعالیٰ) کی لگن رہتی ہے ۔

اور فکر وہ ہے کہ اس کی قوتِ متخیلہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور یہ خیال اس کے دل سے کسی وقت بھی دور نہ ہو، ہر وقت ہر آن، ہر لمحہ اور ہر لحظہ اسی کے خیال میں مستغرق رہے یہاں تک کہ اگر وہ کسی دوسرے امور میں مشغول ہو تو اس کی اس باطنی نسبت میں کسی قسم کا کوئی خلل واقع نہ ہو لیکن فراغت کے وقت یہ نسبت

باطنی سالک پر اتنا غلبہ کر لے کہ اُس کے دِل سے تمام جہان بلکہ خود اُس کے اپنے نفس کو بھی محو کر دے نیز دیگر معاملات میں مشغولیت کے وقت یہ نسبت غالب تو نہیں رہتی لیکن دُور بھی نہ ہو۔

بعض بزرگانِ کرام کے نزدیک یہی توحید ہے کہ دِل غیر حق سے خالی ہو چنانچہ فرماتے ہیں۔ ؎ توحید بعرفِ صُوفیٔ صاحب سیر
تخلیصِ دل از توجّہ اوست بغیر

اس راہ پر چلنے کی تفصیل یہ ہے کہ سالک کے لیے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت پر عمل کرنا لازمی اور نہایت ضروری ہے ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ فصل میں بیان کیا جائے گا۔

---

۱ مُبتدی :۔ شروع کرنے والا۔ ابتداء کرنے والا، جب سالک حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی راہ اختیار کرتا ہے تو اُسے مبتدی کہتے ہیں۔

۲ ذکرِ دوام :۔ ہر وقت، ہر لمحہ، ہر لحظ اور ہر آن حق تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنا، اپنے دِل سے سوائے اللہ تعالیٰ کے تمام غیر اللہ کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دینا اور حضورِ قلب سے اللہ تعالیٰ کے قُرب و معیت کے حصول کی کوشش کرنا ذکرِ مُدام ہے۔

۳ فکرِ تمام :۔ تصوّرِ عقلی سے مقصودِ اصلی کی جانب بڑھنا۔

۴ شوق :۔ دِل کا لِقاء محبوب (محبوب سے ملنے) کے لیے جوش میں آنا۔ (سِرِ دلبران ص۲۳)

۵ محبّت :۔ ایک مقتضائے طبعی کشش جو کسی کو کسی جانب کھینچتی ہے۔

۶ فنا :- فنائیت عدم شعور کو کہتے ہیں۔ ذاتِ احد میں اس درجہ استغراق کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے، خودی یعنی اپنی خودی کا ہوش نہ رہے (سرِّ دلبران ص ۲۷)

۷ ذکرِ قلبی :- وہ ذکر جو دل سے کیا جاتا ہے اس ذکر کو ذکرِ ملکوتی بھی کہتے ہیں۔

۸ ذرّاتِ عالم :- کائنات کا ذرہ ذرہ۔

۹ تجلیات :- یہ تجلّی کی جمع ہے۔ ذات و اسماء و صفات و افعالِ الٰہی کا کسی پر چمکنا تجلّی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لغت میں تجلی ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کو کہتے ہیں، ذاتِ مطلق کا اظہار لباس تعیّن ہی میں ممکن ہے اس لئے حضراتِ صوفیاء کی اصطلاح میں لباس تعین کو تجلی کہتے ہیں۔ ہر وہ شان، کیفیت اور وہ حالت جس میں حق تعالیٰ کا یا اس کی کسی صفت یا اس کے کسی فعل کا اظہار ہو تجلی ہے۔ (سرِ دلبران ص ۱۱۲)

بیدل مستِ شکوہِ حالِ خویشم

شاہنشہِ ملکِ بے زوالِ خویشم

از شوکت و جاہ خسروانم مفریب

قربانِ خیالِ ذوالجلالِ خویشم

از حضرت علامہ بیدل رحمۃ اللہ علیہ

غزل

حضرت علامہ سیّد نصیر الدّین شاہ صاحب
نصیؔر گیلانی نبیرۂ اعلیٰ حضرت
گولڑوی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ!

نہ ہوائے عیش و نشاط میں مجھے سیم و زر کی تلاش ہے
جو سکونِ قلب عطا کرے مجھے اُس نظر کی تلاش ہے،

جو ہے قبلہ گاہِ نگاہ و دل، اُسی سنگِ در کی تلاش ہے
جو ترے حضور جھکا رہے، مجھے ایسے سر کی تلاش ہے

ہمیں دردِ دل جو عطا ہُوا، تو نوائے عشق کی لے ملی
اِسے کھوئیں گے نہ کسی طرح، یہ تو عمر بھر کی تلاش ہے

اِسی کشمکش میں ہے زندگی، اِسی ردّ و کد میں ہے آدمی
کبھی دردِ دل کی ہے آرزو، کبھی چارہ گر کی تلاش ہے،

ترے حُسن سے جو طلوع ہو، ترے نُور سے جو شروع ہو
مجھے ایسے ضَو کی ہے جستجو، مجھے اُس سحَر کی تلاش ہے

کوئی ساتھ ہو تو مزا رہے کہ اکیلے لُطف سفر نہیں
کسی ہم قدم کی ہے آرزو، کسی ہم سفر کی تلاش ہے،

یہ ہوائے شام و سحر کہیں ہمیں اور سمت نہ لے اُڑے
تری رہ گُزر کی ہیں خاک ہم، تری رہگزر کی تلاش ہے،

جو حسین بھی پردہ نشیں بھی ہو، مری آرزو کا امیں بھی ہو
مجھے ڈھونڈنا ہے کہیں بھی ہو مجھے اُس کے در کی تلاش ہے

کوئی غم گُسار مرا نہیں، کوئی رازدار ملا نہیں؟
اُنہیں خط لکھوں بھی تو کیا لکھوں ابھی نامہ بر کی تلاش ہے

اُسے دیکھنے کی طلب رہی، کبھی میری جس نے خبر نہ لی
مرے دل کی چین تو ہے وہی اُسی بے خبر کی تلاش ہے

وہی مُدّعائے حیات ہو، وہی اِدّعائے ثبات ہو
جو ظہور ذات و صفات ہو مجھے اُس نظر کی تلاش ہے

کہیں اور اپنا گزر نہیں کہیں اور جائیں نصیرؔ کیوں
وہی ایک در ہے نگاہ میں اُسی ایک در کی تلاش ہے

تسخیرِ کائنات

الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب (ایم اے)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ج یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ہ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ط یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ط ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ہ

(پ ۲۳ ۔ سورۂ الزمر ع ۱ / ۱۵۲ ۔)

"خالقِ اکبر نے آسمانوں اور زمین کو خاص مصلحت کے تحت حکمتِ کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ (وہ حکمت اور دانائی کا سرچشمہ اپنی مخلوقات کی بہتری اور بھلائی کے لئے) رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔ (غروبِ آفتاب) کے وقت مشرق کی طرف سے تاریکی کی چادر اٹھتی چلی آتی ہے اور دن کی روشنی کو مغرب کی طرف لپیٹتی چلی جاتی ہے اسی طرح صبحِ صادق کے وقت دن کا اجالا رات کی تاریکی کو مشرق سے دھکیلتا ہوا آرہا ہے۔[1] بالفاظِ دیگر کبھی دن کا وقت گھٹا کر رات کو بڑھاتا ہے اور کبھی رات کو گھٹا کر دن کو بڑھاتا ہے۔ اس طرح گھٹنے والا گھٹتے گھٹتے، دس گھنٹے کا اور بڑھنے والا بڑھتے

---

[1] ماخوذ از ترجمہ مولانا محمود الحسن و حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی۔

بڑھتے چودہ گھنٹے[14] کا ہو جاتا ہے[1]۔ رات اور دن کے اوقات میں کمی بیشی غمازی کرتی ہے زمین کی سالانہ گردش کی طرف۔ یہ اسی گردش کا نتیجہ ہے کہ موسموں میں تبدیلی رُونما ہوتی رہتی ہے اور روز و شب گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اس کی تفصیل آگے دی جا رہی ہے۔

علمِ جغرافیہ کی رُو سے یُکَوِّرُ الَّیۡلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیۡلِ کی توجیہہ کچھ یُوں ہے۔

"دِن رات کی تبدیلی اور طوالت میں کمی بیشی حادثاتی یا اتفاقی عمل نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں خالقِ کائنات نے مختلف اجرامِ فلکی کو ضابطے کا پابند بنا رکھا ہے جس کے نتیجے کے طور پر مندرجہ بالا تبدیلیاں رُونما ہوتی رہتی ہیں"۔

فی الوقت زمین کی اُن حرکات کا ذِکر کرنا مقصود ہے کہ جن کی وجہ سے رات اور دِن ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ رات و دن کے دَورانیہ (طوالت) میں کمی بیشی ہوتی ہے اور دُنیا میں مختلف موسم مختلف اوقات میں رُونما ہوتے رہتے ہیں۔ زمین کو خالقِ ارض و سماوات نے دو قسم کی حرکات یا گردشوں کا پابند بنایا ہے۔

زمین ایک گردش اپنی ذات یعنی اپنے محور[2] کے اِردگرد ۲۴ گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے اسے محوری گردش کہتے ہیں۔ اس گردش کے نتیجے میں دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ زمین کا جو حصّہ سُورج کے سامنے ہوتا ہے وہاں دِن ہوتا ہے اور جو حصّہ زمین کی

---

[1]: ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی و تفسیر مولانا سیّد محمّد نعیم الدّین صاحب مُراد آبادی۔

[2]: محور ایک فرضی خط ہے جو زمین کے بیچوں بیچ شمال سے جنوب کی طرف واقع ہے

گولائی کے باعث سورج کے سامنے نہیں ہوتا وہاں رات ہوتی ہے۔ زمین کی محوری گردش بغیر کسی وقفے یا رکاوٹ کے ۲۴ گھنٹے جاری رہتی ہے۔ محوری گردش کے ساتھ ہی ساتھ زمین سورج کے اِردگرد بھی چاروں طرف چکر لگاتی ہے۔

زمین یہ چکر سورج کے اِردگرد بیضوی شکل کے مدار (راستے) پر چلتی ہوئی تقریباً ایک سال میں پورا کرتی ہے۔ اس سالانہ یا دَوری گردش کی وجہ سے درج ذیل اہم نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) دن رات گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ (۲) موسموں میں تغیر و تبدّل رُونما ہوتا رہتا ہے۔ (۳) موسموں کا تغیر و تبدّل کوئی اتفاقی یا حادثاتی عمل نہیں اور نہ ہی اجرامِ فلکی یہ ذاتی یا اختیاری فعل ہے بلکہ خالقِ کون و مکان نے اپنی مخلوق کی بھلائی کی خاطر زمین کو ایک خاص شکل میں تخلیق کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اُسے سطحِ مدارِ ارضی پہ ½ ۶۶ درجے کے زاویے کے برابر جھکا ہوا بنایا ہے۔

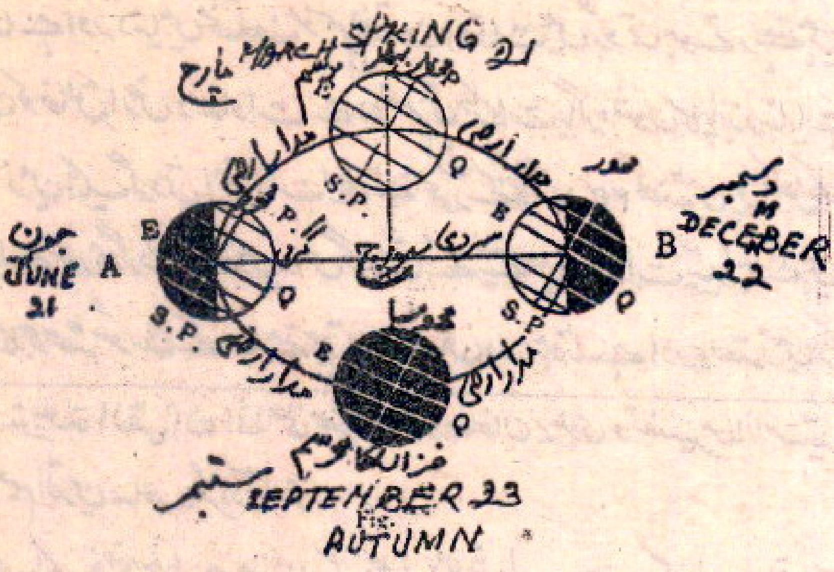

Fig.

یہ اسی تخلیقی حکمت کا نتیجہ ہے کہ جس نصف کُرّہ زمین کا جُھکاؤ سُورج کی طرف ہوگا وہاں بدیہی طور پر گرمی ہوگی اور دُوسرے نصف کرّے میں سردی ہوگی۔ (۴) فروری۔ مارچ کے مہینوں میں زمین مدارِ ارضی کے ایسے مقام پر ہوتی ہے کہ اُس کا شمالی اور جنوبی حصّہ یکساں طور پر سُورج کے سامنے ہوتا ہے۔ اس لئے زمین کے کسی حصّے میں بھی موسم شدید نہیں ہوتا بلکہ معتدل اور خوشگوار ہوتا ہے۔ اس لیے اُسے بہار کا موسم کہتے ہیں۔ ساری دُنیا میں دِن رات کا دورانیہ تقریباً برابر ہوتا ہے۔ (۵) سالانہ گردش کے دوران مئی سے اگست کے مہینوں میں زمین کا شمالی نصف کرّہ (جس میں پاکستان واقع ہے) سُورج کی طرف جُھکا ہُوا ہوتا ہے۔ اس لیے وہاں گرمی ہوتی ہے، دِن تقریباً ۱۴ گھنٹوں اور رات تقریباً دس گھنٹوں کی ہوتی ہے۔ جنوبی نصف کُرّے میں موسم اور روز و شب کی طوالت اس کے برعکس ہوتی ہے۔

(۶) ستمبر سے نومبر تک (موسم بہار کی طرح) زمین کا جُھکاؤ سُورج کی طرف نہیں ہوتا بلکہ شمالی اور جنوبی حصّہ یکساں طور پر سُورج کے سامنے ہوتا ہے اس لئے موسم معتدل ہوتا ہے۔ زمین پر خزاں کا موسم ہوتا ہے، دِن اور رات تقریباً برابر برابر ہوتے ہیں۔ (۷) نومبر سے جنوری کے آخر تک نصف کُرّہ جنوبی کا جُھکاؤ سُورج کی طرف ہوتا ہے اِس لئے وہاں گرمی ہوتی ہے اور نصف کُرّہ شمالی جہاں ہم رہتے ہیں سورج سے پرے ہٹا ہُوا ہوتا ہے اِس لئے یہاں سردی کا موسم ہوتا ہے۔ دِن تقریباً دس گھنٹے اور رات تقریباً ۱۴ گھنٹوں کی ہوتی ہے۔

یہ موسموں کے تغیر و تبدل کی جغرافیائی تشریح کہ جس کے نتیجے کے طور پر

(۱) زمین میں کاشت کی جاتی ہے۔ (۲) غلے کی فصلیں تیار ہوتی ہیں۔

(۳) بنی نوع انسان کے لیے سبزی، پھل، پھول، جڑی بوٹیاں اور اس کے علاوہ نباتات کی بے انتہا اقسام قدرت پیدا کرتی ہے۔ جسے مویشی اور دوسرے حیوانات بطور چارہ کے استعمال کرتے ہیں۔ غرضیکہ موسموں کا تغیر و تبدل، انسان، چرند، پرند، درند، حشرات سمندری اور فضائی مخلوق کے لیے سامان زیست کا اہتمام کرتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ (پ ۲۷ - الذّٰریٰت)

(ترجمہ) لاریب اللہ جل جلالہ کائنات ہست و بود میں سب سے بڑا رزق دینے والا ہے اور زبردست قوت کا مالک ہے۔

یہ ہے اس اجمالی کنایہ کی تفصیل کہ جس کی طرف يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کائنات کے خالق و مالک اور رزاق حقیقی کا نظم و انصرام کتنا مربوط، کتنا مبسوط اور کتنا میکانکل ہے کہ اس میں سرمو نقص یا عیب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

یہ اسی نظام کی کرشمہ گری ہے جس کے تحت اجرام فلکی قدرت کی طرف سے مقرر کردہ راستے پر خود بخود محو خرام ہیں۔ اسی ضبط و نظم کی پابندی پر کائنات کے اندر بسنے والی مخلوق کی زیست کے حسن و جمال کا دار و مدار ہے۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط اسی نے سورج اور چاند کو مطیع کر کے کام میں لگا رکھا ہے اور وقت مقررہ تک اپنے کو سرانجام دینے کے لئے کارگاہِ حیات میں چلتے رہیں گے۔ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ سنو اے لوگو! یہ کام کائنات کے خالق و مالک کے حکم

پر ہو رہا ہے جو ہمارا رب بہت طاقت والا اور خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ط

اللہ رب العزت نے تمہیں ایک نفسِ واحد یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور پھر اُسی تنِ واحد سے اُس کا جوڑا یعنی حضرتِ حوّا علیہا السّلام کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آٹھ قسم کے چوپائے (بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ نر اور مادہ اپنی قدرت سے اُتارے۔

يَخْلُقُكُمْ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِىْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ط" اے انسانو! خالقِ کائنات نے تمہیں ماؤں کے پیٹ میں ایک ہیئت (شکل) سے دُوسری اور دُوسری سے تیسری (علیٰ ھٰذا القیاس) میں پیدا کیا۔

انسان کی پیدائش کا آغاز نُطفہ سے ہوتا ہے۔ کچھ وقت گذرنے کے بعد نطفہ، (جو کہ ایک گاڑھا سیال مادہ ہوتا ہے) گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے قرآن کی زبان میں عَلَقہ کہتے ہیں کچھ عرصہ گذرنے کے بعد گوشت کا لوتھڑا اندر ٹھوس شکل اختیار کر کے بوٹی کا رُوپ دھار لیتا ہے جسے آیتِ کریمہ میں مُضغہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ پھر بوٹی کے اندر ہڈیاں اور ہڈیوں کے اُوپر جلد (کھال) اور اُس کے اُوپر بال وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ سارا عمل تین اندھیروں میں دھیرے دھیرے مکمل ہوتا ہے۔ پہلا اندھیرا ماں کا پیٹ، دُوسرا اندھیرا رحمِ مادر اور تیسرا اندھیرا بچّے دانی (یعنی وہ جھلی جس میں بچّہ لپٹا ہُوا ہوتا ہے) آیتِ کریمہ میں آگے ارشاد ہوتا ہے۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ط یہی اللہ (جس نے انسانی تخلیق کے محیر العقول نظام کا تانا بانا بنایا

ہے) تمہارا پروردگار ہے، کائنات میں اُسی کی بادشاہی ہے اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے (ان زندہ حقیقتوں کو دیکھنے کے باوصف) تم اللہ جل جلالہٗ کی ربوبیت اور حاکمیت کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے) تم کس کی طرف پھرے جا رہے ہو۔

قرآنِ پاک میں تخلیقِ انسانی کے حیرت انگیز نظام کی درجہ بندی کی وضاحت انتہائی دُرست انداز میں کی گئی ہے جب حیاتیات کے ماہرین نے انسانی پیدائش کے مراحل کی باریکیوں کو غور سے پڑھا تو ان کی عقل دنگ رہ گئی اور لامحالہ انہیں قرآنِ پاک کی عظمت اور صداقت پر بلا چُون و چرا مُہرِ تصدیق ثبت کرنا پڑی اور انھیں کائنات اور اس کے اندر کی مخلوقات کی تخلیق کے اسرار و رموز کو جاننے کا شوق پیدا ہُوا تو انھوں نے والہانہ انداز میں پکار کر اس خواہش کا اظہار کیا۔

"Open thous mine eyes that may be hold wonders of the creation"

"اے خدا! اے اسرار و رموز کے خالق! میری آنکھوں کو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا فرما کہ میں تیری تخلیق کے عجائبات کا تماشہ کر سکوں۔"

آیئے اب خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ کے معانی اور مطالب پر بنظرِ عمیق غور کریں اور دیکھیں کہ چودہ سو سال پہلے قرآنِ پاک نے انسانی تخلیق کے مدارج کے متعلق جس حکیمانہ ژرف نگاہی سے وضاحت کی ہے آیا آج کا ماہرِ حیاتیات اُس کی صحت سے انکار یا اختلاف کرتا ہے یا اُس کی صداقت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتا ہے خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ۔" اللہ جل جلالہٗ نے انسان کو ماں کے پیٹ میں درجہ بدرجہ مختلف شکلوں کے مراحل سے گزار کر پیدا کیا ہے

تخلیقِ انسانی کا پہلے مرحلے کے متعلق ارشادِ ربّانی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ "بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ (مٹی میں قدرت کی طرف سے ایسے بیشمار اجزاء شامل ہیں جو نہ صرف انسانی صحت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بلکہ مختلف قسم کی سبزیوں، پھل پھول، دیگر نباتات اور جڑی بوٹیوں کی روئیدگی انہی اجزاء کی مرہونِ منّت ہے، یہ اجزاء لوہا، تانبہ، کیلشیم، آکسیجن اور دوسرے زیست آفرین معدنیات پر مشتمل ہیں۔ انسان جب سبزیاں اور پھل کھاتا ہے تو یہی معدنی عناصر نظام انہضام سے گزر کر خون کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر خون ایک خاص کیمیائی عمل سے گزر کر غذاؤں کا جوہر یا نطفہ کے قطروں کی شکل میں تبدیل ہو جاتا یہی قطرے انسانی پیدائش کا ذریعہ بنتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر رب العزّت ارشاد فرماتے ہیں۔ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ (پ ۳۰ : الطارق)

"انسان کو بدن سے اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ پانی پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔

(آج سے اڑھائی ہزار برس پہلے بقراط نامی ایک یونانی حکیم نے اس حقیقت کا انکشاف کیا تھا کہ مادہ تولید یعنی نطفہ (مرد کا ہو یا عورت کا) دماغ میں پیدا ہوتا ہے پھر رگوں کے ذریعے مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینے کی ہڈیوں کے درمیان پہنچتا ہے تقریباً اسی قسم کے خیالات کا اظہار ایک دوسرے مشہور یونانی حکیم

جالینوس نے آج سے تقریباً ساڑھے اٹھارہ سو سال پہلے کیا تھا۔ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ "پھر اسے ایک نطفہ کی شکل میں ایک حفاظت کی جگہ (یعنی رحمِ مادر) میں محفوظ کر دیا"۔ یہ ہے تخلیق انسانی کا پہلا مرحلہ جس میں انسان ایک گاڑھے مائع کی شکل میں ہوتا ہے۔ یہ گاڑھا مائع بے شمار خلیوں کا مرکب ہوتا ہے۔ جو رحمِ مادر میں پہنچتے ہی نہایت سُرعت کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے اور زیادہ گاڑھی شکل اختیار کرتے ہوئے جمے ہوئے لہو یا خون کے لوتھڑے کا رُوپ دھار لیتا ہے جسے قرآن پاک کی زبان میں علقہ کہہ کر پکارا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً "پھر ہم نے نطفہ کو علقہ (خُون کے لوتھڑے) کی شکل عنایت کی۔

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

پھر ہم نے خُون کے لوتھڑے کو گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں ڈھالا۔

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا۔ "پھر ہم نے گوشت کی بوٹی کے اندر (مختلف اعضاء کی ہڈیوں کے ڈھانچے کے ابتدائی نقوش بنائے)"

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا

"پھر ہم نے ہڈیوں کو گوشت پوست کا لباس پہنایا۔ تاکہ یہ نرم و نازک ڈھانچہ حوادث کے تھپیڑوں سے محفوظ رہے۔

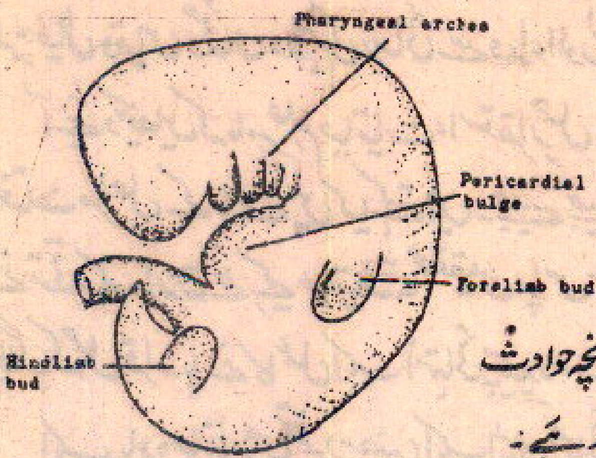

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ

"پھر ہم نے اُسے ماں کے پیٹ کے اندھیروں سے نجات دِلائی اور اُس کے اندر رُوحِ حیات پھونک کر روشن کائنات میں) ایک نئی مخلوق کی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

"اے لوگو! بلا ریب بڑی برکت اور عظمت کا مالک ہے۔ اللہ جل جلالہٗ جو تمام تخلیق کاروں میں سے سب سے عظیم و رفیع مصوّر اور انتہائی حسین نقش و نگار سے مزیّن کرنے والا خالق ہے۔ یہ عقل و فہم سے بالاتر صناعی تو فقط اُسی ذاتِ بے ہمتا کی ہو سکتی ہے کہ جس کی ذاتِ گرامی مرتبت کی شانِ انسانی

فکر، خیال و قیاس و گمان و وہم کی رسائی سے وراء الوریٰ ہے۔

آئیے دیکھیں کہ ماہر علم حیاتیات، استقرار حمل اور بچے کی پیدائش کے مختلف مراحل کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جیسے جیسے سائنسی تحقیقات نے ترقی کے مدارج طے کیے حیاتیاتی محققین پر اس حقیقت کا انکشاف ہوتا چلا گیا کہ حمل قرار پانے کا عمل ایک انتہائی پیچیدہ مسئلہ ہے۔

ایک مادہ جاندار میں تخم (بیضہ) ایک ایسی اکائی ہے جو انسانی وجود میں پائی جانے والی ۶۰ ہزار خصوصیات کے نصف کے برابر ہوتی ہے خلیوں کی خاص قسم کی تقسیم کو میوسس (MEIOSIS) کہتے ہیں۔ مادہ کا تخم (OVUM) بغیر کسی ترتیب کے اِن ۶۰ ہزار خصوصیات کے نصف کا حامل ہوتا ہے۔ حمل کے بعد پیدائش کے عمل کے لئے ایک تخم (نطفہ) کو بارور بیضہ (ZYGOTE) کے مرحلے سے گزر کر ایک بچے کی صورت اختیار کرنا ہوتا ہے۔ یہ زرخیز بیضہ (ZYGOTE) مزید تقسیم کے سلسلے سے گذرتا ہے حتیٰ کہ بچہ جب ظہور پذیر ہوتا ہے تو تیس ارب خلیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ ایک بیضہ والا خلیہ کن مراحل سے گزرتے ہوئے دنیا میں ایک بچے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

ایک بیضہ والا خلیہ (OVUM) ماں کے بیضۃ الرحم (OVARY) میں نشو و نما پاتا ہے۔ ابتدائی زمانے کے محققین کی توقعات کے برعکس انسان کی ساخت ماں کے پیٹ میں کئی مرحلوں سے گزر کر پوری ہوتی ہے۔

(۱) پہلا مرحلہ (پہلا تاریک علاقہ):۔ بیضہ والا خلیہ رحم کی دو نلیوں یا فلوپین ٹیوب

(SALPINX) میں تاب پذیر یا زرخیز پذیر ہوتا ہے۔ دُنیاوی زندگی کی ابتداء کا تجربہ اس تولیدی خُلیے یا زائیگوٹ ZYGOTE کو اس پہلے تاریک طبق میں ہوتا ہے۔ اسی مقام یا طبق پر ایک پیدا ہونے والے انسان کی جسمانی ساخت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ باریک ترین خلیہ (CLL) ہی ہے جس میں انسان کی آئندہ زندگی کی تفصیلات بھی اسی مقام پر متعین ہوجاتی ہیں۔

(ب) **دُوسرا تاریک علاقہ یا طبق**:۔ وہ بچّہ جو رحمِ مادر کی نلی یا ٹیوب میں زرخیزی حاصل کرتا ہے وہ اب دُوسرے تاریک علاقے یا طبق میں پہنچ جاتا ہے زرخیز شدہ بیضے کا خُلیہ رحم کی لُعاب دار جھلی (INTRAUTRINE -) (EPITHELIUM) جسے (ENDOMETRIUM) بھی کہتے ہیں' میں پہنچتا ہے یہ دوسرا تاریک علاقہ ہے جو ایک جنگل سے مشابہت رکھتا ہے یہ اس میں ایک طرح سے جڑ پکڑتا ہے اور اپنے آپ کو وہیں مناسب جگہ پر قائم کرلیتا ہے۔ یہ مقام ایک سُرنگ میں ہوتا ہے جہاں مستقبل کے بچّے کی خوراک ماں کے جسم سے مہیّا کرنے کی ذمّہ داری ہوتی ہے۔

(ZYGOTE) یعنی زرخیز پذیر بیضہ اسی جگہ تقسیم کا عمل شروع کرتا ہے۔ اس لئے کہ جنین یعنی بچّہ کی ابتداء EMBRYO کے پہلے مرحلے کے طور پر تمام اعضاء کی تشکیل کی ابتداء بھی اسی دُوسرے تاریک علاقہ میں شروع ہوتی ہے۔ دوسرے جینیاتی (ORGANOGENESIS) کے علاقے یا مرحلے میں تمام انسانی جسم کی تشکل خلیوں کے ایک جمگھٹے کی طرح ہوتی ہے۔ اس مرحلے پر اُسے خون کے لوتھڑے جیسی بافتوں (TISSUES) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ قرآن اس مرحلے کو "خون کے

لوتھڑے" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔

(ج) **تاریکی کا تیسرا مرحلہ یا طبق:۔** تاریکی کے دوسرے علاقے میں نشوونما کے مراحل طے کرنے کے بعد خون کے لوتھڑے جیسی بافتیں تاریکی کے تیسرے مرحلے میں داخل ہوتی ہیں یہاں انسان کی ابتدائی شکل (EMBRYO) کے اردگرد ایک چھوٹی سی گٹھڑی (AMNIOTIC SAC) ایک مخصوص مائع کی شکل میں پیدا ہو جاتی ہے پھر ہمارے اعضاء اور دوسرا حیاتیاتی نظام اسی گٹھڑی کے اندر ارتقاء کے مراحل طے کرتا ہے۔ یہ تیسرا تاریک علاقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس طرح انسان کی تشکیل کا سلسلہ ماں کے پیٹ میں تین مختلف علاقوں میں ایک تین جہتی نظام کی کہانی بیان کرتا ہے۔ انسان کی ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں منتقلی بجائے خود پیدائش کے عمل کا ناقابل فہم راز ہے ایک ابتدائی خلیے کا دوسرے تاریک مرحلے میں منتقل ہونا اور پھر وہاں سے اعضاء والے مرحلہ میں ایک پوٹلی جیسی تاریک جگہ میں منتقل ہونا ایک کمپیوٹر کا پروگرام، معلوم ہوتا ہے۔ کس طرح ایک مرحلہ پورا ہونے کے بعد خود بخود دوسرے مرحلے کی طرف ارتقاء شروع ہو جاتا ہے۔

سورہ زمر کی آیت يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ؕ حمل کے وقوع پذیر ہونے اور بطنِ مادر میں نشوونما ارتقاء کے مراحل سے گذرنے کے متعلق ماہر حیاتیات کی محققانہ آراء و آیات باری کی صحت اور عظمت پر ناقابلِ تردید شہادت کا ثبوت ہیں۔

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

قرآنی تراجم از حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی۔ حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

جمعیتِ سادات کا ماہانہ اجلاس

رپورٹ :- سید محمد انور شاہ قادری ایم اے - لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور۔

جمعیتِ سادات کا ماہانہ اجلاس ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ بعد از نماز عصر جناب سید تاج میر شاہ صاحب کی رہائش گاہ کریمی ہاؤس نشتر آباد پشاور شہر زیر صدارت سید تنویر الحسن صاحب گیلانی منعقد ہوا۔ سید طوغان شاہ صاحب نے تلاوت کی جبکہ سید طاہر علاء الدین صاحب گیلانی نے نعت شریف پڑھی اور کنوینر جمعیتِ سادات سید لیاقت علی شاہ صاحب گیلانی نے دوسرے سالانہ کنونشن اور سادات ماڈل سکول کے مجوزہ پروگرام کے متعلق تفصیلات سے حاضرین کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کنونشن ۳ نومبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ صبح نو ۹ بجے نشتر ہال پشاور میں منعقد ہوگا جس کے لیے جناب قمر عباس صاحب کی وساطت سے ہال کی فری بکنگ ہو چکی ہے جبکہ دیگر اخراجات کے لیے مبلغ دو لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ اسی طرح مجلسِ شوریٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال سادات ماڈل سکول، کرائے کی بلڈنگ میں شروع کیا جائے لہٰذا ان پروگراموں کی تکمیل کے لیے ہمیں ساداتِ کرام کے تعاون کی ضرورت ہے۔

بعد ازاں سید پی بی گیلانی صاحب (ریٹائرڈ بریگیڈیئر) نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں سادات کے اتفاق و اتحاد پر زور دیا۔ اس سلسلے میں متعدد مثالیں پیش کر کے یہ حقیقت واضح فرمائی کہ ترقی کے لیے اتحاد و اتفاق از حد ضروری ہے۔ نیز مجوزہ سالانہ کنونشن اور جمعیتِ سادات کے تعلیمی پروگرام کے لیے ساداتِ کرام سے

عطیات کی اپیل کی آپ نے خود مبلغ پانچ ہزار روپے کا چیک پیش کیا اور اس کے بعد مندرجہ ذیل عطیات نقد و اعلانات ہُوئے۔

سادات ڈیرے نے	مبلغ	۲۲,۰۰۰/- روپے کا اعلان کیا۔
سادات وڈیگہ نے	مبلغ	۵,۰۰۰/- روپے کا اعلان کیا۔
سیّد قیصر علی شاہ صاحب نے	مبلغ	۵,۰۰۰/- روپے کا اعلان کیا۔
سیّد سعید الزمان گیلانی نے	مبلغ	۴,۰۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد مصطفےٰ شاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد سجاد بادشاہ صاحب نے	مبلغ	۱۰۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد اسماعیل علی شاہ گیلانی نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد مجتبیٰ شاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد اقبال شاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد نادر شاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد شوکت بخاری نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد دلاور جان صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد مظہر علی شاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد مظفر شاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد پھول بادشاہ صاحب نے	مبلغ	۵۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔
سیّد عبدالقیوم شاہ صاحب نے	مبلغ	۱۰۰/- روپے نقد ادا کیے۔

جبکہ سیّد ظفر علی شاہ صاحب نے مبلغ ۳۵,۰۰۰/- روپے کا اعلان کیا جن میں

سے مبلغ /۳۰،۰۰۰ روپے جناب مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف سے اور مبلغ /۵،۰۰۰ روپے اپنے بھائیوں کی طرف سے دینے کا اعلان کیا۔ نیز اپنی تقریر میں یوتھ ونگ کی بھی نہ صرف تعریف کی بلکہ اُن کے متعلق بڑے مشفقانہ لہجے میں باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں نوجوانوں کے متعلق جو تلخ رویہ اختیار کرتا ہوں تو یہ ان کی اصلاح کے لیے ایسا کرتا ہوں تاکہ تراش خراش کے ذریعے اُن کو نگینوں میں تبدیل کر دوں۔

سیّد قمر عباس صاحب صوبائی وزیر جیل خانہ جات نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان بھر میں سادات مشائخِ عظام کی ایک فہرست بنا کر انھیں سالانہ کنونشن کی دعوت دی جائے۔

سیّد سجاد بادشاہ صاحب نے جمعیّتِ سادات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت علاّمہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی نے جمعیّتِ سادات قائم فرمائی تو میں والدِ گرامی سیّد مستان شاہ صاحب کے ساتھ اس پر گفتگو کر رہا تھا تو والد نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ سادات اکٹھے ہو جائیں گے تو میں نے کہا یہ بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ ہر خاندان اکٹھا ہو سکتا ہے لیکن سادات کا اکٹھا ہونا ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ اس میں ہر ایک کو اپنی انانیت ختم کرنا پڑے گی اور یہ بہت ہی گراں ہے تو والد صاحب فرمانے لگے اگر اس میں نظرِ کرم شامل ہو جائے تو پھر! چنانچہ میں نے کہا کہ ہاں پھر ممکن ہے تو عرضِ خدمت یہ ہے کہ ساداتِ کرام کا اس طرح اکٹھا ہو جانا حضرت قبلہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب مدظلہ العالی کی نظرِ کرم کا نتیجہ ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

اجلاس سے سید تنویر الحسن صاحب گیلانی نے بھی فکر انگیز خطاب فرمایا اور سادات کرام کے مقام و منصب پر روشنی ڈالی ۔ میزبان جناب سید تاج میر شاہ صاحب نے اپنے خطاب میں ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کی تجویز پیش کی جو مختلف دفاتر میں سادات کو درپیش کاموں میں اُن کی مدد کرے۔ آخر میں جمعیت سادات کے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب نے دُعا فرمائی اور آئندہ ماہانہ اجلاس ۲۷ اکتوبر بروز جمعہ بعد نمازِ عصر جناب پیر سید تنویر الحسن صاحب گیلانی کی رہائش گاہ اشرف روڈ پر منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔

بقیہ، تسخیر کائنات

و مولانا شبیر احمد عثمانی ۔ مولوی نذیر احمد صاحب ۔ قرآنی آیات اور سائنسی حقائق از ڈاکٹر ملوک نور باقی (ترکی) انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی ۔ قرآن اور انسان از ڈاکٹر محمد دین ایم اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی (تاج کتب خانہ پشاور ۔

J.B. SINGHJI - HUMAN EMBRYOLOGY -

پاک جغرافیہ ۔ از ڈاکٹر قاضی سعید الدین احمد پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ لاہور ہینڈی جغرافیہ پبلشرز میسرز عطر چند کپور لاہور ۔ دی ورلڈ جغرافیہ ۔ ماڈرن جغرافیہ